اقبال مسجدِ قرطبہ میں

صدیق جاوید

علامہ اقبال کی کوئی مستند سوانح عمری اب تک شائع نہیں ہوئی۔ اس لئے اقبال کے بارے میں مختلف افراد کی یادداشتوں کو عام طور پر مصدقہ تسلیم کر لیا جاتا ہے اور علامہ کے بارے میں جو مضمون یا تاثر چھپ جاتا ہے وہ مستقل سند کی حیثیت اختیار کر لیتا ہے۔ ادھر کچھ عرصہ سے اخبارات و رسائل میں بکھرے ہوئے مضامین کو جمع کر کے کتابی صورت میں پیش کیا جا رہا ہے اس میں ملفوظاتِ اقبال کے مجموعے بھی شامل ہیں۔ یہ کوشش اپنی جگہ مستحسن ہے۔ تاہم اس میں کوئی شبہ نہیں کہ یہ فاضل مرتبین اکثر پوری چھان بین سے کام نہیں لیتے جسے افسوسناک تساہل کے علاوہ اور کیا کہا جائے۔ اقبال صدی کی تقریبات کا آغاز ہو چکا ہے غالب خیال ہے بہت سے لوگ اقبال سے متعلق اپنی یادداشتیں اور تاثرات قلم بند کریں گے۔ لیکن یہ بھی ایک مسلمہ امر ہے کہ انسانی ذہن ایک خاص وقت تک ہی ماضی کی یادوں کی تفصیلات کو محفوظ رکھ سکتا ہے۔ اس لئے پرانی یادوں میں حذف و اضافہ کی گنجائش رہتی ہے اور یادوں کی بازیافت کے دوران بعض اوقات تخیل اور تصور عجب کرشمہ سازیاں کر گزرتا ہے۔ اس لئے ضرورت ہے کہ اقبال سے متعلق جو یادداشتیں شائع ہوں انہیں خوب پرکھ لیا جائے۔

جھنگ سے جناب جہانگیر عالم نے اقبال سے متعلق غیر مدون تحریروں پر مشتمل مجموعہ "اوراقِ گم گشتہ" کے ایک مضمون "اقبال مسجد قرطبہ میں" کی طرف میری توجہ مبذول کرائی جس میں درج ہے کہ اقبال کو مسجد قرطبہ میں نماز ادا کرنے کی اجازت پروفیسر آرنلڈ نے دلائی تھی۔ مضمون کا مطالعہ کرنے کے بعد یہ بات حقائق اور واقعات کے سراسر خلاف ثابت ہوئی۔ اسپین کی سیر و سیاحت اقبال کی زندگی کا ایک بڑا اہم واقعہ ہے۔ اسی سفر کے دوران مرحوم کو مسجد قرطبہ میں نماز ادا کرنے کی سعادت نصیب ہوئی۔ علامہ کے سوا

میں یہ واقعہ افسانوی اور ڈرامائی انداز میں بیان ہوتا چلا آرہا ہے۔

برصغیر پاک و ہند کی سیاسی تاریخ میں گول میز کانفرنس ایک الگ باب ہے۔ اس کانفرنس کی بدولت اقبال کو برگساں، مسولینی، لوئی ماسینوں پروفیسر آسین، پلاچیوس وغیرہ سے ملاقات کا موقعہ ملا اور انہیں انگلستان کے علاوہ فرانس، اسپین، اٹلی اور فلسطین کا خوشگوار سفر کرنے کی مہلت ملی پہلی گول میز کانفرنس ۱۲ نومبر ۱۹۳۰ء کو شروع ہوئی اور ۱۹ جنوری ۱۹۳۱ء کو اس کا آخری اجلاس ہوا۔ اس کانفرنس کے مندوبین میں سولہ مسلمان زعما شریک ہوئے۔ ان میں اقبال کو شامل نہیں کیا گیا تھا۔

دوسری گول میز کانفرنس سات ستمبر ۱۹۳۱ء کو لندن میں شروع ہوئی اس میں مسلمانوں کی نمائندگی کے لئے جو وفد روانہ ہوا۔ اقبال بحیثیت مندوب اس کانفرنس میں شریک ہوئے۔ اقبال کامل مصنفہ عبدالسلام ندوی اُردو زبان کی اقبالیات پر پہلی تین مستند کتابوں میں شمار ہوتی ہے۔ عبدالسلام ندوی اقبال کی کانفرنس میں شرکت اور سفر یورپ کی اہمیت کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"یہ کانفرنس ۱۷ ستمبر ۱۹۳۱ء سے شروع ہو کر یکم دسمبر ۱۹۳۱ء کو ختم ہوئی اور اس میں نہایت اہم سیاسی مسائل پیش ہوئے اگرچہ ہم کو یہ معلوم نہیں ہے کہ ڈاکٹر صاحب نے ان سیاسی گتھیوں کے سلجھانے میں کیا حصہ لیا تاہم بعض دوسری علمی اور تاریخی حیثیتوں سے ڈاکٹر صاحب کا یہ سفر یورپ نہایت اہمیت رکھتا ہے مثلاً اس کانفرنس کی شرکت کے سلسلے میں ڈاکٹر صاحب کو بہت سے اکابر و فضلا سے تبادلہ خیالات و ملاقات کا موقع ملا۔ چنانچہ اس کانفرنس سے فارغ ہونے کے بعد واپسی میں ڈاکٹر صاحب فرانس کے مشہور فلسفی پروفیسر برگساں سے ملے...... اس سے زیادہ اہم مسولینی کی ملاقات ہے جو روما میں ہوئی"[۱]

مسولینی سے علامہ اقبال کی باہمی گفتگو کی تفصیلات بیان کرنے کے بعد مولانا ندوی لکھتے ہیں:

"ڈاکٹر صاحب کو قدیم عربی تہذیب سے نہایت دلچسپی بلکہ عشق تھا اور اسپین قدیم زمانے میں عربی تہذیب کا مرکز تھا اور اس زمانے میں اس کا مدفن ہے، اس لئے اس سلسلے میں انہوں نے اسپین کا بھی سفر کیا اور اس کی ہر چیز سے متاثر ہوئے ..... ڈاکٹر صاحب نے خالص مذہبی اور تاریخی جذبات کے اثر سے اسپین کا سفر کیا تھا اور اسی حیثیت سے انہوں نے وہاں کی ہر چیز پر نظر ڈالی .... اسپین کے سفر میں ڈاکٹر صاحب کو پروفیسر آسین سے بھی ملاقات کا موقع ملا...... ڈاکٹر صاحب نے اسپین کے

۱۔ اقبال کامل ص ۲۷ - ۲۶

تمام قابل دید مقامات کی سیر کے بعد ۱۹۳۲ء میں واپس ہوئے اور واپسی میں موتمر اسلامیہ کی شرکت کے لئے بیت المقدس بھی تشریف لے گئے۔" ۲ے

مولانا ندوی کے یہ بیانات تاریخی اعتبار سے درست نہیں ہیں۔ علامہ اقبال اس سفر کے دوران یا واپسی پر برگساں سے نہیں ملے اور اسپین کا سفر بھی انہوں نے اس سال نہیں کیا۔ البتہ موتمر عالم اسلامی میں ضرور شریک ہوئے بقول عبدالمجید سالک :

"دوسری گول میز کانفرنس یکم دسمبر ۱۹۳۱ء کو ختم ہو گئی، علامہ مع غلام رسول مہر انگلستان سے روانہ ہو کر فلسطین پہنچے۔ جہاں موتمر عالم اسلامی میں مسلمانان ہند کے نمائندے کی حیثیت سے مدعو تھے ۳ے ۱۴ دسمبر ۱۹۳۱ء کو یروشلم سے ہندوستان کو مراجعت سے پیشتر علامہ سر محمد اقبال نے موتمر عالم اسلامی میں الوداعی تقریر فرمائی" ۴ے

مولانا ندوی کا یہ بیان بھی صحت کا حامل نہیں کہ علامہ اسپین کے تمام قابل دید مقامات کی سیر کے بعد ۱۹۳۲ء میں واپس ہوئے۔ بقول عبدالمجید سالک :

"۳۰ دسمبر ۱۹۳۱ء کو حضرت علامہ بمعیت مولانا غلام رسول مہر لاہور پہنچ گئے۔ ریلوے اسٹیشن پر شاندار استقبال ہوا ۵ے اور اپنی آمد کے تیسرے روز یکم جنوری ۱۹۳۲ء کو سول اینڈ ملٹری گزٹ" کے نمائندے سے ملاقات کے دوران آپ نے فرمایا :

"سفر فلسطین میری زندگی کا نہایت دلچسپ واقعہ ثابت ہوا ہے۔ فلسطین کے زمانہ قیام میں متعدد اسلامی ممالک مثلاً مراکش، مصر، یمن، شام، عراق، فرانس اور جاوا کے نمائندوں سے ملاقات ہوئی شام کے نوجوان عربوں سے مل کر میں خاص طور پر متاثر ہوا۔ ان نوجوانان اسلام میں اس قسم کے خلوص و دیانت کی جھلک پائی جاتی تھی جیسی میں نے اطالیہ کے فاشسٹ نوجوانوں کے علاوہ کسی میں نہیں دیکھی" ۶ے

۲ے ۔ کامل کامل ص ۳۲ - ۳۱، ۳۰ - ۲۹

۳ے ۔ ذکر اقبال ص ۱۵۸

۴ے ۔ گفتار اقبال ص ۱۴۴

۵ے ۔ ذکر اقبال ص ۱۵۹ ۔ ۶ے ۔ گفتار اقبال ص ۱۴۵

اگرچہ عبدالسلام ندوی نے متذکرہ بیانات کے سلسلے میں رسالہ اردو اقبال نمبر اور آثار اقبال سے استفادہ کیا ہے جو فٹ نوٹ میں دیئے گئے صفحات سے ظاہر ہے لیکن مولانا ندوی جیسے فاضل مولف کے قلم سے۔ ایسے تسامحات بہت افسوسناک ہیں۔ اقبال کی زندگی سے متعلق سنین اور تاریخوں کے مغالطوں کا ازالہ نسبتاً آسان ہے مگر اقبال کے ملفوظات اور ان کے ملاقاتوں کے تاثرات کی صحت کا تعین بہت مشکل کام ہے۔ آئندہ سطور میں علامہ اقبال سے منسوب ایک بیان کی تردید کی گئی ہے جو بظاہر قابل یقین نظر آتا ہے۔

علامہ اقبال نے تیسری گول میز کانفرنس میں بھی مسلمانوں کے ایک نمائندہ کی حیثیت سے شرکت کی۔ مصنف ذکر اقبال کے مطابق:

"تیسری گول میز کانفرنس کا آغاز ۱۷ نومبر ۱۹۳۲ء کو ہونے والا تھا..... علامہ ۱۷ اکتوبر ۱۹۳۲ء کو لاہور سے (فرنٹیر میل پر) بعزم یورپ روانہ ہو گئے..... مقصود یہ تھا کہ لندن پہنچنے سے پہلے دیانا۔ بوداپسٹ۔ برلین وغیرہ کے علمی مراکز میں بھی "دو چار چار دن قیام کرتے جائیں ٹ علامہ اقبال ۱۲ نومبر ۱۹۳۲ء کو برطانیہ پہنچے۔ تیسری گول میز کانفرنس ۱۷ نومبر سے شروع ہو کر ۲۷ دسمبر ۱۹۳۲ء کو ختم ہو گئی.... کانفرنس سے فارغ ہونے کے بعد علامہ اقبال پیرس پہنچے اور علمی حلقوں کے علاوہ برگساں سے ملاقات کی.... اس کے بعد علامہ نے ہسپانیہ کا رخ کیا ٹ

اقبال ۲۷ مارچ ۱۹۳۳ء کو محمد اکرام صاحب کے نام ایک خط میں سفر ہسپانیہ کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"میں اپنی سیاحت اندلس سے بے حد لذت گیر ہوا۔ وہاں دوسری نظموں کے علاوہ ایک نظم مسجد قرطبہ پر لکھی جو کسی وقت شائع ہو گی۔ الحمرا کا تو مجھ پر کچھ زیادہ اثر نہ ہوا لیکن مسجد کی زیارت نے مجھے جذبات کی ایسی رفعت تک پہنچا دیا جو مجھے پہلے کبھی نصیب نہ ہوئی تھی" لہ

ٹ - ذکر اقبال ص ۱۷۸

ٹ - ذکر اقبال ۱۸۰ -

لہ - اقبال نامہ حصہ دوم ص ۳۲۱

اقبال مسجد قرطبہ کی زیارت سے جذباتی طور پر اس قدر متاثر ہوئے کہ ہسپانیہ سے واپسی پر پیرس سے مدیر انقلاب کے نام ایک خط میں لکھتے ہیں۔ "مرنے سے پہلے قرطبہ ضرور دیکھو"۔ ۱۰
اقبال نے اس سفر کے دوران ہی جاوید اقبال کے نام دو تصویری کارڈ بھیجے جس پر مسجد قرطبہ کے دو عکس چھپے ہوئے تھے۔ اس کے ساتھ ہی لکھا کہ

"میں خدا کا شکر گزار ہوں کہ میں اس مسجد کے دیکھنے کے لئے زندہ رہا۔ یہ مسجد تمام دنیا کی مساجد سے بہتر ہے۔ خدا کرے تم جوان ہو کر اس عمارت کے انوار سے اپنی آنکھیں روشن کرو" ۱۱

سات سو سال پہلے جب اسپین سے اسلامی دور اقتدار کا خاتمہ ہوا۔ تو مسلمانوں کے اخراج کے ساتھ ساتھ ہی مسجد قرطبہ عیسائی راہبوں کے قبضہ میں آئی۔ کہا جاتا ہے کہ سات صدیوں سے مسجد قرطبہ میں اذان دینے اور نماز پڑھنے کی اجازت نہ تھی۔ اقبال نے اس امتناع کے باوجود کیسے اذان دی اور نماز بھی ادا کی۔ اس کی بابت اقبال کی اپنی کوئی تحریری شہادت اس وقت تک سامنے نہیں آئی۔ البتہ مختلف افراد نے علامہ کے حوالے سے اس واقع کی تفصیلات بیان کی ہیں۔ اس سلسلے میں عبدالمجید سالک لکھتے ہیں :

"علامہ نے بے اختیار چاہا کہ مسجد قرطبہ میں تحیۃ المسجد کے نفل ادا کریں۔ اس عمارت کے نگران سے پوچھا۔ اس نے کہا میں بڑے پادری سے پوچھ آؤں۔ ادھر وہ پوچھنے گیا ادھر علامہ نے نیت باندھ لی اور اس کے واپس آنے سے پہلے ہی پہلے ادائے نماز سے فارغ ہو گئے"۔ ۱۲

فقیر سید وحید الدین روزگار فقیر حصہ اول نقش ثانی بار دوم نومبر ۱۹۶۳ء میں لکھتے ہیں :

"وہ (علامہ) جب قرطبہ پہنچے اور وہاں کی مسجد دیکھنے گئے جو انقلاب زمانہ کی بوقلمونی سے گرجا بن چکی ہے تو انہوں نے ایک پادری سے جو مسجد کی نگہبانی پر مامور تھا۔ وہاں نماز پڑھنے کی خواہش ظاہر کی۔ پادری نے یہ سن کے تامل کیا۔ ڈاکٹر صاحب نے فرمایا تعجب ہے تم مسیحی ہم سے اس قسم کا سلوک روا رکھتے ہو؟ حالانکہ ہم نے تم سے کبھی اس قسم کا سلوک نہیں کیا تھا۔ وہ پادری اس فقرہ

---

۱۰ ۔ گفتار اقبال ص ۱۶۵
۱۱ ۔ گفتار اقبال ص ۱۶۵
۱۲ ۔ ذکر اقبال ص ۱۸۲

سے کس قدر متاثر ہوا اور کہنے لگا آپ یہیں ٹھہریئے۔ میں بڑے پادری سے پوچھ کے آتا ہوں لیکن جب تک وہ واپس آیا ڈاکٹر صاحب نماز پڑھ چکے تھے" ۱۳

فقیر سید وحیدالدین ہی "روزگار فقیر" حصہ دوم میں لکھتے ہیں :

" حکیم الامت علامہ اقبال تیسری راؤنڈ ٹیبل کانفرنس سے فارغ ہونے کے بعد اسپین بھی گئے اور وہاں اسلامی دورِ اقتدار ختم ہونے کے تقریباً سات سو سال بعد انہوں نے مسجد میں پہلی بار اذان دی اور نماز پڑھی" ۱۴

ایک کتاب موسوم بہ "اوراق گم گشتہ" (علامہ اقبال کے بارے میں غیر مدون تحریریں) مرتبہ رحیم بخش شاہین اپریل ۱۹۷۵ء میں شائع ہوئی۔ اس کتاب کے صفحہ نمبر ۳۲۳ پر محمود الرحمان صاحب کا مضمون "اقبال مسجد قرطبہ میں" کے عنوان سے شامل ہے۔ مضمون نگار مصنف روزگار فقیر کا موخر الذکر اقتباس نقل کرنے کے بعد کہتے ہیں :

" فقیر مرحوم کے مندرجہ بالا بیان کو پڑھنے کے بعد قاری یہ سمجھنے پر مجبور ہو جاتا ہے کہ آذان دینے اور نماز پڑھنے کا سارا عمل نہایت سکون و طمانیت کے ساتھ انجام پایا ہوگا ..... (اور) سالک صاحب کی تحریر سے یہ بات مترشح ہوتی ہے کہ علامہ اقبال نے مسجد قرطبہ میں نماز بہ عجلت ادا کی مبادا نگران آ کر انہیں اس کام سے روک دے .... درج بالا دو واقعات کے بعد قاری لازماً الجھن میں پڑ جائے گا کہ کسے مانے اور کسے نہ مانے بالخصوص جب کہ علامہ کی ایک تصویر مسجد قرطبہ میں باقاعدہ نماز ادا کرتے ہوئے کھینچی بھی گئی ہے۔" ۱۵

نماز کے لئے باقاعدہ اجازت حاصل کرنے اور تصویر اتارے جانے کی وضاحت ملفوظات اقبال مرتبہ محمود نظامی کے درج ذیل بیان سے ہو جاتی ہے :

" قرطبہ پہنچنے کے بعد آپ (علامہ اقبال) وہاں کی یادگار روزگار مسجد میں تشریف لے گئے جو اب گرجا بن چکی ہے۔ ڈاکٹر اقبال نے اپنے گائیڈ سے کہا کہ میں یہاں نماز ادا کرنا چاہتا ہوں۔ گائیڈ نے بتایا پادری لیں

۱۳۔ روزگار فقیر ص ۴۶
۱۴۔ روزگار فقیر حصہ دوم ص ۱۱۴
۱۵۔ اوراق گم گشتہ ص ۳۲۱

کو یہ بات ناگوار ہوگی اور وہ ہرگز اجازت نہ دیں گے لیکن اقبال اس جگہ مصلیٰ بچھا کر بیٹھ گئے جس کو بعد مقدس سمجھا جاتا ہے۔ اتنے میں ایک پادری آ پہنچا اور زور و شور سے احتجاج کرنے لگا۔ اقبال نے پادری کی طرف رخ کرتے ہوئے گائڈ سے کہا اسے بتا دو کہ ایک دفعہ مکے میں عیسائیوں کا ایک وفد کوئی التماس لے کر پیغمبرِ اسلام کے پاس مدینہ آیا تھا۔ اس کے اراکین کو مسجدِ نبوی میں ٹھہرایا گیا۔ جب ان کی عبادت کا وقت آیا تو وہ متردد تھے کہ انہیں اس کی اجازت دی جائے گی یا نہیں۔ آنحضرتؐ کو معلوم ہوا تو آپ نے فرمایا کہ وہ یقیناً اپنے طور طریق کے مطابق مسجد میں عبادت کر سکتے ہیں۔ اگر عیسائیوں کو پیغمبرِ اسلام نے اپنی ہی مسجد میں عبادت کرنے کی اجازت دی تھی تو انہیں ایک ایسی جگہ اپنے طور پر نماز ادا کرنے کی اجازت کیوں نہیں جو کبھی آخر مسجد ہی تھی۔ پادری نے یہ سن کر کہا کہ میں بڑے پادری سے پوچھ آتا ہوں اقبال نے پادریوں اور محکمہ آثارِ قدیمہ کے ناظم سے اجازت لے کر مسجد میں آذان دی۔ جس کی فضا صدیوں سے بے آذان پڑی تھی اور نماز پڑھی۔ آپ کی نماز کی حالت میں ایک پادری نے تصویر بھی اتاری"[۱۶]

یہ اقتباس اس سلسلے کے دوسرے بیانات کے مقابلے میں کافی وقیع معلوم ہوتا ہے۔ پھر بھی ملفوظاتِ اقبال کے اس بیان کے بارے میں اقبال کے سوانح نگاروں کو چھان بین سے کام لے کر تائید یا تردید کرنی چاہیئے۔ البتہ "اقبال مسجدِ قرطبہ میں" جیسے مضامین کی اشاعت پر کڑی نظر رکھنے کی اشد ضرورت ہے۔ اس مضمون کے مصنف نے دعویٰ کیا ہے کہ

" آج میں مسجدِ قرطبہ میں علامہ اقبال کے باقاعدہ داخل ہونے آذان دینے نماز پڑھنے اور دوسرے اہم راز کے بارے میں ایک واقعہ پیش کرتا ہوں۔ علامہ اقبال نے خود یہ واقعہ جس شخص کو سنایا تھا اور جس سے میں نے سُنا وہ کئی سال ہوئے اللہ کو پیارا ہو گیا۔ اس واقعہ کی صداقت کے بارے میں صرف یہی عرض کیا جا سکتا ہے کہ یہ امتیاز محمد خان (پرنسپل جناح کالج کراچی) نے خود بیان کیا تھا۔ امتیاز محمد خان مرحوم سے منسوب کرتے ہوئے مضمون نگار نے لکھا ہے:

"..... انہوں نے بتایا ..... جب میں نے علامہ سے ان کی آخری زمانے میں ملاقات کی ...

---

[۱۶] - ملفوظاتِ اقبال ص ۲۱۸ -

اس موقع پر علامہ نے اپنی زندگی کی ایک ایسی حقیقت کا اظہار کیا جس کا تذکرہ نہ کسی کتاب میں ملتا ہے نہ ہی کسی مضمون نگار نے کہیں ذکر کیا ہے۔ علامہ فرمانے لگے کہ جب وہ تیسری گول میز کانفرنس میں شرکت کے لئے لندن گئے تو اس دوران سفر ان کا بے طرح جی چاہا کہ اسلامی دور کی قدیم نشانی اسپین کو بھی جا دیکھیں خصوصاً الحمرا اور مسجد قرطبہ کی پر شکوہ عمارات کا مشاہدہ بھی کریں۔ یہ خیال آتا تھا کہ دل میں ایک ہوک سی اٹھی۔ مسجد قرطبہ کو دیکھنے کا موقع تو مل جائے گا مگر وہاں نماز کس طرح ادا کر سکوں گا۔ جب ہسپانیہ میں غیر مسلموں کی حکومت قائم ہوئی۔ اور ایک دوسرا آئین نافذ ہوا تو وہاں کا پہلا قانون یہ تھا کہ:

"مسجد قرطبہ میں نہ تو آذان دی جائے گی اور نہ ہی نماز ادا کی جائے گی" اور اسی قانون کے نفاذ کے ساتھ ساتھ اس عظیم الشان مسجد کو گرجا بنا دیا گیا۔ علامہ اقبال کہنے لگے کہ اس قانون کا خیال آتے ہی دل رونے لگا۔ میں مسجد کے اندر جا کر بھی دو رکعت نماز تک ادا نہ کر سکوں گا۔ اسی ادھیڑ بن میں مجھے اپنے کرم فرما، استاد اور دوست پروفیسر سر ٹیھو آرنلڈ یاد آ گئے۔ وہ ان دنوں بہت ضعیف ہو چکے تھے۔ اور لندن ہی میں مقیم تھے۔ میں سیدھا ان کے پاس جا پہنچا۔ اور مدعا بیان کیا۔ پہلے تو پروفیسر موصوف کچھ سوچتے رہے پھر انہوں نے کہا کہ میں پوری کوشش کروں گا کہ تمہاری تمنا بر آئے (واضح رہے کہ سر آرنلڈ پہلے علی گڑھ میں اور پھر لاہور میں عربی کے پروفیسر رہ چکے تھے۔ انہوں نے انگریزی میں پریچنگ آف اسلام کے نام سے چار جلدوں میں ایک معرکتہ آلارا کتاب بھی لکھی تھی۔ انہوں نے تفسیر کبیر کا بھی انگریزی میں ترجمہ کیا تھا جو آٹھ جلدوں پر مشتمل ہے)

پروفیسر آرنلڈ نے حکومت ہند کے ہوم سیکرٹری کو ایک خط لکھا اور اس سے درخواست کی کہ وہ حکومت ہسپانیہ کے ہوم سیکرٹری کو خط لکھ کر اس امر کی اجازت حاصل کرلے کہ ڈاکٹر محمد اقبال سفر قرطبہ کے دوران مسجد قرطبہ میں باقاعدہ نماز ادا کر سکیں۔ پروفیسر آرنلڈ کی یہ کوشش بار آور ثابت ہوئی اور مجھے اجازت مل گئی ....." [۱۸]

مندرجہ بالا واقعہ حقائق اور واقعات کے اعتبار سے قطعی بے بنیاد ہے اور محض واقعہ نگاری کا ایک ایسا نمونہ ہے جو سراسر تخیل اور تصور کی پیداوار ہوتا ہے۔ اس میں بہت سی باتیں واقعاتی اور تاریخی لحاظ سے غلط ہیں:

۱۸۔ اوراق گم گشتہ ص ۲۳۲ - ۲۳۳

پروفیسر آرنلڈ کا پورا نام میتھو آرنلڈ نہیں بلکہ ٹامس واکر آرنلڈ ہے۔ وہ ۱۹ اپریل ۱۸۶۴ء کو پیدا ہوئے [۱۸]۔ میتھو آرنلڈ ایک دوسری شخصیت ہے جو انگریزی کے مشہور شاعر اور نقاد تھے۔ ان کا سال ولادت ۱۸۲۲ء اور سال وفات ۱۸۸۸ء ہے۔ ٹامس آرنلڈ علی گڑھ اور لاہور میں عربی کے پروفیسر نہیں بلکہ فلسفہ کے استاد تھے۔ ان کی کتاب پریچنگ آف اسلام چار جلدوں میں نہیں ہے۔ یہ کتاب صرف ایک جلد میں مکمل ہو جاتی ہے اس کتاب کے اُردو میں دو ترجمے ہو چکے ہیں۔ پہلا ترجمہ سر سید احمد خان کے ایما پر آرنلڈ کے علی گڑھ میں شاگرد مولوی عنایت اللہ دہلوی نے کیا تھا جو ۱۸۹۰ء میں شائع ہوا۔ اس کا دوسرا ایڈیشن فروری ۱۹۶۹ء میں نفیس اکیڈیمی کراچی نے شائع ہوا۔ اس کے ترجمہ نگار پروفیسر شیخ عنایت اللہ بھی آرنلڈ کے شاگرد ہیں۔ آرنلڈ کی تصنیفات اور تالیفات میں تفسیر کبیر کا کوئی ترجمہ شامل نہیں (دیکھئے ڈکشنری آف نیشنل بیاگرافی ۱۹۲۲ - ۱۹۳۰ء) آخری اور اہم بات جو علامہ اقبال کو مسجد قرطبہ میں نماز کی اجازت دلانے سے متعلق ہے۔ کسی طور بھی درست نہیں ہو سکتی کیونکہ گول میز کانفرنسوں کے زمانے میں پروفیسر آرنلڈ سے علامہ اقبال کی ملاقات کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ جیسا کہ بار بار ذکر ہو چکا ہے کہ علامہ اقبال تیسری گول میز کانفرنس کے خاتمے پر اسپین گئے۔ ہسپانیہ کے دوسرے مقامات کے علاوہ اس سفر کے دوران وہ مسجد قرطبہ کی زیارت کے لیے بھی گئے۔ اگر فرض کر لیا جائے کہ علامہ اقبال نے پہلی یا دوسری گول میز کانفرنس کے زمانے میں آرنلڈ سے ملاقات کی اور آرنلڈ سے مبینہ اجازت حاصل کرنے کے سلسلے میں مدد چاہی ہوگی تو یہ مفروضہ بھی پایۂ ثبوت کو نہیں پہنچ سکتا۔ کیونکہ پہلی گول میز کانفرنس ۱۲ نومبر ۱۹۳۰ء کو لندن میں ہوئی اور ۱۹ جنوری ۱۹۳۱ء کو یہ کانفرنس ختم ہوئی [۱۹]۔ اس کانفرنس میں علامہ اقبال کو مدعو ہی نہیں کیا گیا تھا۔ اور دوسری گول میز کانفرنس لندن میں ۷ ستمبر ۱۹۳۱ء سے یکم دسمبر ۱۹۳۱ء تک جاری رہی [۱۹]۔ علامہ اقبال نے ۱۵ نومبر ۱۹۳۱ء کو بعض اختلافات کی بنا پر مسلم ڈیلی گیشن سے علیحدگی اختیار کی [۲۰] اور ۲۱ نومبر ۱۹۳۱ء کو اٹلی کے لیے لندن سے روانہ ہوئے [۲۱]۔

۱۸۔ The *Dictionary of National Biography* 1922-1930

۱۹۔ تحریک قیام پاکستان از پروفیسر محمد رفیع انور و حسن عسکری رضوی ص ۱۲۳، ۱۲۶۔

۲۰۔ ایضاً

۲۱۔ حرف اقبال ص ۶۰

۲۱۔ سفرنامہ اقبال از محمد حمزہ فاروقی ص ۱۱۳

سر ٹامس آرنلڈ ۱۹۰۴ء میں ہندوستان سے واپس انگلستان چلے گئے تھے۔ جہاں وہ مختلف عہدوں پر کام کرتے رہے۔ آخر سر ٹامس آرنلڈ ۱۹۳۰ء کے اوائل میں وزٹنگ پروفیسر کی حیثیت سے قاہرہ گئے اور رخصت پر انگلستان آئے ہوئے تھے کہ بعارضہ قلب دو دن کی علالت کے بعد ۹ جون ۱۹۳۰ء کو کینسنگٹن (Kensington) میں ان کا انتقال ہوا۔[۲۲]

علامہ اقبال نے ۱۶ جولائی ۱۹۳۰ء کو لیڈی آرنلڈ کے نام تعزیتی خط لکھا۔[۲۳] علامہ اقبال کا تعزیتی خط لکھنے کے بعد ۱۹۳۲ء کے آخر میں، لندن میں ..... سید صاحب ان (آرنلڈ) کے پاس پہنچنا اور مسجد قرطبہ کے سلسلے میں اپنا مدعا بیان کرنا، قرین قیاس ہے یا بعید از قیاس، اس کا فیصلہ قارئین بخوبی کر سکتے ہیں ۔

۲۲۔ ڈکشنری آف نیشنل بیاگرافی ۱۹۲۲ء - ۱۹۳۰ء

۲۳۔ لیٹرز اینڈ رائیٹنگز آف اقبال مرتبہ بی۔اے ڈار ص ۱۱۵

نوٹ :

پروفیسر آرنلڈ کے انتقال کے بارے میں سید نذیر نیازی کا بیان تاریخ اور سنہ کے لحاظ سے درست نہیں ہے۔ وہ ۱۷ مارچ ۱۹۳۲ء کو علامہ اقبال سے اپنی ملاقات کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں :

"..... ۱۷ کی صبح کو میں لاہور پہنچا ...... ان (علامہ) کی خدمت میں حاضر ہوا تو اول ڈاکٹر انصاری مرحوم اور غازی موصوف کی خیریت مزاج دریافت کرتے رہے، پھر احباب جامعہ، بالخصوص ذاکر صاحب، عابد صاحب اور مجیب صاحب کا پوچھا۔ باتوں باتوں میں ترکوں اور ترکی سیاست کا ذکر آ گیا اور پھر اس سلسلے میں نہ معلوم کس طرح اس روز کے اخبار کا۔ میں نے عرض کیا آرنلڈ کا تو آپ نے سن ہی لیا ہوگا۔ متعجب ہو کر فرمایا: کیا؟ میں نے کہا صبح کے اخبار میں ان کے انتقال کی..... بس اتنا کہنا تھا کہ حضرت علامہ کی آنکھیں اشکبار ہو گئیں اور پھر سر جھکا کر چند لمحے خوب روئے یوں ان کے دل کا بخار ہلکا ہوا تو فرمایا:

"Iqbal has lost his friend and teacher"

(اقبال اپنے استاد اور دوست سے محروم ہو گیا۔)

مکتوبات اقبال ص ۹۶

بہر حال متذکرہ حقائق کے پیشِ نظر آرنلڈ کے توسط سے اجازت حاصل کرنے کی بات بے بنیاد ثابت ہو جاتی ہے۔ ایک سوال پھر بھی جواب طلب رہ جاتا ہے کہ علامہ نے مسجد قرطبہ میں نماز ادا کی بھی تھی یا نہیں؟ ایک مضمون نگار نے اس بارے میں شک کا اظہار کیا ہے۔ انجمن ترقی اردو ہند دہلی کے ترجمان ہفتہ وار "ہماری زبان" میں تارا چرن رستوگی نے ایک مضمون میں لکھا ہے کہ

"اقبال نے اسپین کا سفر کیا تھا۔ یہ بالکل صحیح ہے مگر وہاں نماز ادا کی مشکوک سی بات معلوم ہوتی ہے۔ فرڈی نینڈ نے ۱۲۳۶ء میں مسلمانوں کو شکست دینے کے بعد مسجد قرطبہ کو بڑے گرجے (Cathedral) میں تبدیل کر دیا۔ لہٰذا اب یہ صدیوں سے گرجا (Cathedral) ہی ہے۔ ممبر (منبر) و ایوان وغیرہ میں کوئی تبدیلی نہیں کی گئی ہے۔ معلوم ہوا ہے کہ اسلامی عالمی نمائش کے دوران وہاں نماز پڑھنے کی اجازت دی گئی تھی۔ گرجے کے ارباب اقتدار سے یہ جواب ملتا ہے کہ اس سے پہلے وہاں کسی شخص کو نماز پڑھنے کی اجازت سے متعلق ریکارڈ میں کوئی اندراج نہیں ہے۔ اس پس منظر میں اٹھنے والا سوال بالکل صاف اور واضح ہے کہ اقبال نے وہاں نماز پڑھی یا نہیں؟" [۲۴]

اس شک و شبہ کی تردید کرتے ہوئے ارشاد احمد صدیقی کسی حوالے کے بغیر لکھتے ہیں:

"رستوگی صاحب کا یہ کہنا تو کسی حد تک بجا ہے کہ اسپین میں مسلمانوں کی شکست کے بعد مسجد قرطبہ کا استعمال بطور گرجا کے ہوتا رہا ہے اور وہاں آنے والے سیاحوں میں کسی نے نماز نہیں پڑھی جیسا کہ ان کا دفتری ریکارڈ بتاتا ہے لیکن یہ بھی حقیقت ہے کہ اقبال کے علاوہ بھی ایشیا و افریقہ کے نہ جانے کتنے بندگانِ خدا وہاں کے عملے کی موجودگی میں اخلاقی بنیاد پر نوافل ادا کر چکے ہیں خود ہندوستان کی کئی ایک شخصیتیں اس میں شامل ہیں" [۲۵]

اس سلسلے میں سوائے ملفوظات کے مجھے کہیں سے شہادت دستیاب نہیں ہو سکی۔ علامہ کے خطوط اور بیانات میں ایسے کئی مواقع پیدا ہوئے تھے جہاں ادائے نماز کا ذکر آسکتا تھا۔ مثلاً علامہ سر محمد اقبال نے جاوید اقبال کے نام دو تصویری کارڈ بھیجے جن پر مسجد قرطبہ کے دو عکس چھپے ہوئے تھے اس کے ساتھ ہی لکھا کہ

۲۴۔ ہماری زبان دہلی ۲۲ دسمبر ۱۹۷۶ء منقول از ہماری زبان دہلی ۱۵ فروری ۱۹۷۷ء ص ۱۲

۲۵۔ ہماری زبان دہلی ۱۵ فروری ۱۹۷۷ء ص ۱۲

"میں خدا کا شکر گذار ہوں کہ میں اس مسجد کے دیکھنے کے لئے زندہ رہا۔ یہ مسجد تمام دنیا کی مساجد سے بہتر ہے۔ خدا کرے تم جوان ہو کر اس عمارت کے انوار سے اپنی آنکھیں روشن کرو"۔ ۲۶

۵ اپریل ۱۹۳۳ء کو جامعہ ملیہ دہلی میں علامہ کے اعزاز میں ایک جلسہ ہوا جس میں انہوں نے "لندن سے غرناطہ تک" کے موضوع پر تقریر فرمائی۔ بقول سید نذیر نیازی انہوں (علامہ) نے ڈاکٹر صاحب (صدر جلسہ) کا شکریہ ادا کرتے ہوئے تقریر کی ابتدا کی اور لندن سے غرناطہ تک سفر کے سلسلے میں برگساں سے اپنی ملاقات کا ذکر بھی کیا جس کے دوران میں ایک بڑی دقیق اور فلسفیانہ بحث چھیڑ دی مگر پھر یہ دیکھ کر حاضرین جلسہ شاید زمان و مکان اور مابعد الطبیعات ایسے خشک مسائل کے متحمل نہیں ہو سکے گفتگو کا رخ بدل کر اندلس، الحمرا اور قرطبہ پہ آ گئے لیکن اس طرح اظہار مدعا میں جو رکاوٹ سی پیدا ہو گئی تھی اس سے تقریر کا رنگ کچھ پھیکا پڑ گیا"۔ ۲۷

اسی طرح تیسری گول میز کانفرنس سے مراجعت پر بمبئی کے اخبار خلافت کے نامہ نگار نے اسپین کے بارے میں سوالات کئے ان کے جواب میں علامہ نے اور کئی باتیں کیں مگر نماز ادا کرنے یا اس سلسلے میں پیش آنے والی مشکلات کی طرف کوئی اشارہ تک نہیں پایا جاتا۔

علامہ اقبال کے اسپین تشریف لے جانے کے بارے میں عام تاثر یہ ہے کہ (تیسری) گول میز کانفرنس کے خاتمے پر وہ محض سیاحت اور اسلامی دور کے آثار کو دیکھنے کے لئے از خود وہاں پہنچے۔ ۲۸ اگر علامہ کے سفر ہسپانیہ کی تحریک کا سراغ مل جائے تو علامہ اقبال کے مسجد قرطبہ میں تشریف

۲۶۔ گفتار اقبال ص ۱۶۵ ۲۷ مکتوبات اقبال ص ۱۱۰

۲۸۔ یہ تاثر شاید مندرجہ ذیل سطور سے عام ہوا۔ اقبال یورپ کا آخری سفر اختیار کرنے سے تقریباً دو ماہ قبل ۱۷ اگست ۱۹۳۲ء کو لاہور سے منشی صاحب کے نام ایک خط میں لکھتے ہیں:

" آپ کے خط کے ساتھ ہی انگلستان کی (Aristotelisan Society) کا دعوت نامہ پہنچا کہ انگلستان آ کر اس سوسائٹی کے سامنے لیکچر دوں۔ ابھی جواب نہیں لکھ سکا۔ اگر عراق کی طرف سے بھی دعوت آ گئی تو کیا عجب مزید کشش کا باعث ہو جائے اور میں ایک دفعہ پھر گھر سے باہر نکل سکوں اگر اب کے نکلا تو سپین کی سیر کا بھی قصد ہے۔ انشاء اللہ عربوں کے قدیم شہر بھی دیکھوں گا اور ان پر لکھوں گا بھی ..... "

اقبال نامہ حصہ اول ص ۲۲۰

لے جانے پر کچھ نہ کچھ روشنی پڑ سکتی ہے اور اس بات کا تعین ہو سکتا ہے کہ اقبال کس وسیلے سے مسجد قرطبہ میں پہنچے؟ اور کیا یہ ذریعہ اس سیاسی اور سماجی حیثیت کا حامل تھا کہ علامہ کو ہسپانوی حکومت کے متعلقہ محکمے یا ارباب کلیسا کی جانب سے عائد پابندیوں میں بعض خصوصی مراعات دلا سکتا۔

صہبا لکھنوی نے اپنی کتاب "اقبال اور بھوپال" میں چودھری خاقان حسین کے حوالے سے لکھا ہے کہ ۱۹۳۵ء میں ڈاکٹر سر محمد اقبال بسلسلہ علاج بھوپال تشریف لائے تھے۔ اور ریاض منزل میں قیام کیا تھا..... ایک روز آپ نے اپنے سفر اسپین کا ایک اچھوتا واقعہ سنایا۔ جس کے پس منظر کا شاید ہی کسی کو علم ہو۔ فرمانے لگے کہ لندن کے قیام میں نواب صاحب بھوپال سے ملنے گیا تو انہوں نے فرمایا۔ اقبال اسپین کیوں نہیں جاتے۔؟"

میں نے عرض کیا "اگر میں بھی نواب بھوپال ہوتا تو اب تک ہو آیا ہوتا۔" بات آئی گئی ہوئی۔ دوسرے روز مجھے میرے ہوٹل میں نواب صاحب بھوپال کا ایک چیک چھ ہزار روپے کا ملا۔ میں سمجھ گیا کہ یہ سفر کے لئے ہے۔ چنانچہ میں نے اخبار میں ایک سیکرٹری کی ضرورت کا اشتہار دیا اور ایک موزوں لیڈی سیکرٹری انتخاب کر کے اس کو سفر کی تفصیلات بتائیں اور یہ ہدایت کی کہ روانگی سے اختتام سفر تک وہ اُن سے کوئی گفتگو نہیں کرے گی۔ چیک کی ساری رقم میں نے اُس کے حوالے کر دی اور سفر کے لئے روانہ ہو گیا وہ اس قدر کارگزار سیکرٹری ثابت ہوئی کہ مجھے سفر میں کہیں کوئی تکلیف نہیں ہوئی۔ اس نے میری رہائش قیام اور سفر کا بہت ہی اچھا انتظام کیا۔ اسی سفر کے دوران میری ایک نوٹ بک جس میں نئے اشعار اور چند نظمیں درج تھیں۔ کہیں گم ہو گئی بہت تلاش کیا لیکن دستیاب نہ ہو سکی۔ اس کلام کے گم ہونے کا ہمیشہ افسوس رہے گا" ۲۹ے

ہم اس بیان کو بہ یک جنبش قلم رد کرنے کی پوزیشن میں نہیں مگر اس کے درج ذیل تین مندرجات کو درست تسلیم کرنے میں تامل ضرور ہے۔

(۱) علامہ کا سیکرٹری کو یہ ہدایت کرنا کہ "روانگی سے اختتام سفر تک وہ اُن سے کوئی گفتگو نہیں کرے گی"۔ ایک غیر فطری اور ناقابل عمل سی بات ہے۔

۲۹ے۔ اقبال اور بھوپال ص ۲۴۳

(۲) نوٹ بک کی گمشدگی، ایک ایسا واقعہ تھا جس کا علامہ اپنی زندگی میں اپنے احباب اور نیاز مندوں کے سامنے بار بار ذکر ضرور کرتے۔

(۳) سفرِ ہسپانیہ کے لئے نواب بھوپال کی ترغیب اور سفر خرچ کے لئے مالی اعانت۔ اس ترغیب سے متعلق دعوے کی تردید، علامہ اقبال کے درج ذیل اخباری بیان سے ہو جاتی ہے۔ اگر سفر خرچ کے لئے مالی اعانت کو خارج از امکان قرار نہ دیا جائے پھر بھی یہ ایک تحقیق طلب مسئلہ رہ جاتا ہے۔ اقبال کے سوانح نگاروں پر لازم آتا ہے کہ وہ پوری چھان بین کے بعد اسے قبول کریں۔ میرے نزدیک علامہ اقبال سے منسوب چودھری خاقان حسین کے مندرجہ بالا بیان کے سیاق و سباق میں یہ بات بھی قیاسی معلوم ہوتی ہے۔

علامہ اقبال تیسری گول میز کانفرنس کے خاتمے پر اندلس کی سیر و سیاحت کو گئے اور جب وطن واپس پہنچے تو نامہ نگار اخبار خلافت بمبئی نے اسپین کے بارے میں علامہ سے چند سوالات کئے۔ انہوں نے جواب میں ارشاد فرمایا:

"مجھے لندن میں اسپین جاکر لیکچر دینے کی دعوت ملی تھی۔ اسلام کے اس مرکز کو دیکھنے کا پہلے ہی شوق تھا۔ اس لئے میں نے دعوت قبول کرلی۔ مجھے وہاں پہنچنے سے پہلے تقریر کے موضوع کا کوئی علم نہ تھا۔" البتہ خواہش یہ تھی کہ ایسا مضمون ہو جس پر تقریر کرتے ہوئے میں اسلامی ثقافت و تمدن اور اسلامی فلسفہ پر کچھ کہہ سکوں۔ وہاں پہنچنے پر پروفیسر آسین کو انتخاب مضمون کا اختیار دے دیا۔ اتفاق سے انہوں نے وہی مضمون تجویز کیا، جس کا میں خود خواہش مند تھا۔ یعنی "سپین اور فلسفہ اسلام"۔ میرا لیکچر میڈرڈ کی جدید یونیورسٹی میں ایک گھنٹہ جاری رہا جس میں میں نے اسپین کے مسلمانوں کا تمدن، فلسفہ اور ان کی تہذیب و روحانیت کے مختلف پہلوؤں کی تشریح و تفسیر بیان کرتے ہوئے حاضرین سے اپیل کی کہ سنی سنائی باتوں پر یقین نہ کریں، نہ عیسائیوں کے غلط پروپیگنڈے سے متاثر ہوں بلکہ عربوں کی تاریخ کا مطالعہ کریں۔

میں نے موقع کو غنیمت سمجھ کر ملک کے متعدد مشہور تاریخی مقامات و آثار کا بنظر غائر معائنہ کیا۔ میں اپنے تاثرات کا اظہار الفاظ میں نہیں کر سکتا۔ بس یوں سمجھ لیجئے کہ جس طرح یہودیوں کے لئے ارض موعودہ فلسطین ہے، اسی طرح عربوں کے لئے غالباً اسپین کی سرزمین موعودہ ہے.....

پروفیسر آسین عربی زبان کے پروفیسر اور بہت ہی خوش خلق و ملنسار آدمی ہیں۔ان کا ایک شاگرد قرطبہ کی قدیم یونیورسٹی کا پرنسپل ہے۔اس یونیورسٹی میں عربی تعلیم پر بہت زیادہ زور دیا جا رہا ہے۔ عربوں کی عمارتوں کے متعلق علامہ نے فرمایا کہ "جن مسجدوں کو گرجا میں تبدیل کر دیا گیا تھا وہ اب تک مسجدوں کی شکل میں نہیں آئیں، البتہ چند مسجدیں واگذاشت ہو گئی ہیں اور باقی کے متعلق امید ہے کہ تعصب و عناد کی کمی ہونے پر واگذاشت ہو جائیں گی محکمہ آثار قدیمہ نے عربوں کی عمارتیں کئی جگہ کھود کر نکالی ہیں۔ کارڈوو میں کھدائی کا کام جاری ہے"...... ؁۳۰

اس اقتباس سے ایک بات تو خود اقبال کی زبانی ثابت ہوتی ہے کہ انہیں اسپین میں لیکچر دینے کے لئے مدعو کیا گیا تھا۔ وہ یہ دعوت قبول کرتے ہوئے اسپین تشریف لے گئے۔ سردست ادائے نماز کے بارے میں ان کے کسی خط یا اخباری بیان سے شہادت نہیں مل سکی۔ البتہ مسجد قرطبہ میں نماز ادا کرتے ہوئے ایک تصویر سالہا سال سے اخبارات و رسائل میں شائع ہوتی چلی آرہی ہے۔ تارا چرن رستوگی کے شک کا ازالہ کرنے کے لئے ہماری زبان کے دوسرے مضمون نگار نے بھی اس تصویر کا حوالہ دیا ہے۔

روزگار فقیر میں بیان کردہ واقعات کے بارے میں اختلاف کی گنجائش ہو سکتی ہے مگر روزگار فقیر حصہ دوم کا تصویری حصہ اور اقبال ان یورپ مرتبہ فقیر وحیدالدین سوانح اقبال کے بعض پہلوؤں پر مہر ثبوت کا درجہ رکھتی ہیں۔ اتفاق سے مسجد قرطبہ میں علامہ کی ایک اور تصویر بھی چھپ چکی ہے۔ روزگار فقیر حصہ دوم میں تصویر نمبر ۴۸ اور تصویر نمبر ۴۹ مسجد قرطبہ میں اتاری گئی ہیں۔ یہ دونوں تصویریں ایک ہی سلسلے کی ہیں اور ایک دوسرے کے وجود اور سچائی کی شہادت بہم پہنچاتی ہیں۔ موخرالذکر معروف تصویر ہے۔ اس تصویر میں اقبال مصلے پر قعود کی حالت میں نماز ادا کرنے میں مشغول نظر آتے ہیں۔ تصویر نمبر ۴۸ میں علامہ مصلے پر چھڑی ہاتھ میں لئے کھڑے ہیں اور پس منظر میں ایک محراب ہے۔ غالباً یہ تصویر نماز سے فراغت کے بعد کی ہے یہ محض حسن اتفاق دکھائی نہیں دیتا کہ علامہ کی یہ تصویریں مسجد قرطبہ کے ایک ایسے مقام پر لی گئی ہیں جو تاریخی اہمیت

؁۳۰ - آئینہ اقبال مرتبہ محمد عبداللہ قریشی بحوالہ سیاحت اقبال ص ۱۹۷ - ۱۹۸ -

کا حامل ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ اقبال نے ادائے نماز کے لئے مسلمانوں کے تاریخی اور تہذیبی پس منظر کو ذہن میں رکھتے ہوئے اس جگہ کا انتخاب کیا ہوگا اس امکان کے پیش نظر کہا جا سکتا ہے کہ علامہ نے مسجد قرطبہ میں نماز ایک طے شدہ پروگرام کے مطابق ادا کی ہوگی اور اسے کسی اضطراری حالت یا کیفیت کا نتیجہ قرار نہیں دیا جا سکتا جیسا کہ اکثر سوانح نگار یا ملفوظات ریکارڈ کرنے والے اصحاب تاثر دیتے ہیں۔

اقبال نے مسجد قرطبہ میں جس جگہ نماز ادا کی تھی اور جہاں دونوں متذکرہ تصویریں اتاری گئی تھیں وہ مسجد قرطبہ کا ایک دالان (Vestibule). ہے۔ دائیں ہاتھ ایک محرابی راستہ ہے۔ یہ محراب اندلسی خلیفہ الحکم ثانی نے تعمیر کرائی تھی۔ یہ محراب فن تعمیر کے نقطہ نظر سے منفرد خصوصیات رکھتی ہے اور اتنی اہم ہے کہ اسلامی فن تعمیر اور آرٹ کے موضوع پر تقریباً ہر کتاب میں مختلف زاویوں سے اس محراب کی تصویر Reproduce کی جاتی ہے اور فن تعمیر کی روشنی میں اس کے محاسن بیان کئے جاتے ہیں۔ اس وقت مسجد قرطبہ کی تعمیر کی تاریخ ہمارے موضوع سے خارج ہے۔ تاہم اتنا ضروری ہوگا کہ

" مسجد قرطبہ کی تعمیر عبدالرحمٰن اول نے ۷۸۵ عیسوی میں شروع کرائی تھی اور اس کی توسیع دسویں صدی کے آخر تک جاری رہی۔ الحکم ثانی کے زمانے میں توسیعی کام کے دوران ۹۶۱ء میں اس محراب کا اضافہ ہوا" ۳۱؎ علامہ اقبال کی مسجد قرطبہ میں ان تصاویر کے پس منظر میں محراب اور مندرجہ ذیل کتابوں ۳۲؎ میں الحکم ثانی کی تعمیر کردہ محراب کی تصاویر میں سرمو فرق نہیں ہے۔ جزئیات کے مطالعے سے جو تفصیلات سامنے آتی ہیں وہ یہ ہیں دائیں اور بائیں سیاہ رنگ کے دو ستون ہیں۔ ان پر Horse-shoe شکل کی محراب، ستونوں کے اوپر تین پٹیاں، جن پر عربی عبارت (آیات قرآنی) درج ہے۔ محراب کی تزئین و آرائش تقریباً اکیس ۲۱ پٹیوں (Panels). پر مشتمل ہے۔ محراب کے اندر Chapel کے دو حصے دکھائی دیتے ہیں۔ ان حجروں کے گرد و پیش کی جزئیات بھی روزگار فقیر کی تصویر

۳۱؎ Islamic Art (An Introduction) by *David* James, page 80.

۳۲؎ Islamic Art (An Introduction by *David* James, page 78.

Art of Islam; Harry N. Abrams, INC publishers New York page, 66.

Muslim Architecture: Its Origins and Development by G.T. Rivoira, 1918, pages 306, 359, 660.

نمبر ۴۶ سے ہو بہو ملتی ہے۔ ان مجسموں کے عین نیچے پتھر اس ترتیب سے لگے ہوئے ہیں کہ پہلی نظر میں زنجیر کا گماں ہوتا ہے۔ یہی صورت روزگار فقیر تصویر نمبر ۴۲ میں ہے۔ تصویر نمبر ۴۹ بحالت ادائے نماز اسی جگہ کی ہے مگر تصویر کھینچنے والے کو زاویہ تبدیل کرنا پڑا۔ علامہ کے رُخ کے سامنے جو ستون نظر آتا ہے وہ اسی متذکرہ محراب کا حصہ ہے۔ بہر حال اگر اس تاریخی محراب کے نیچے جگہ کے انتخاب کو علامہ اقبال کا شعوری عمل نہ مانا جائے اور ہماری دلیل کو مسترد کر دیا جائے تو بعض دوسرے قوی امکانات پہ غور کیا جا سکتا ہے۔

بعض لوگوں کو اس قسم کا استفسار کرتے ہوئے بھی پایا گیا کہ نماز کے لئے مصلیٰ کہاں سے آیا۔ فوٹو کس نے بنایا یا فوٹو گرافر کو کون لایا؟ یہ ایسے سوالات ہیں جن کا جواب قرآئن سے دیا جا سکتا ہے۔ علامہ اقبال، مہر مرحوم کو ایک خط میں لکھتے ہیں۔

"کل مع الخیر میڈرڈ پہنچے، یہاں سے قرطبہ، غرناطہ وغیرہ جائیں گے۔ ۹ فروری تک وینس پہنچنا ہے۔ آج یہاں کے وزیر تعلیم سے ملاقات ہوئی اور پروفیسر آسین سے بھی جنہوں نے دانتے کی ڈوائن کامیڈی اور اسلام پہ کتاب لکھی ہے۔ صدر جمہوریہ سے غالباً ملاقات ہوگی۔ امید ہے سب خیریت ہوگی۔" ۳۳

اس خط سے معلوم ہوتا ہے علامہ اقبال کے ایک دو ہم سفر بھی تھے۔ روایت تو یہ ہے کہ ایک پلوڈی نے ان کی تصویر بنائی تھی اگر اس روایت کے بارے میں شک ہو تو غالب امکان ہے کہ ان کے ہم سفر کے پاس کیمرہ ہوگا۔ بادی النظر میں یہ خیال آتا ہے کہ سفر ہسپانیہ میں بھی سید امجد علی شریک رہے ہوں گے مگر روزگار فقیر کے درج ذیل اقتباس سے یہ متبادر ہوتا ہے کہ سید امجد علی سیر ہسپانیہ میں علامہ کے ساتھ نہیں تھے۔ مصنف روزگار فقیر کے مطابق :

"ڈاکٹر صاحب جب مسجد قرطبہ میں گئے تو انہوں نے وہاں صرف نماز ادا کرنے پہ اکتفا نہیں کیا بلکہ اس عظیم الشان تاریخی مسجد میں اذان بھی دی۔ ڈاکٹر صاحب نے یہ سارا واقعہ ایک خط میں لکھ کر سید امجد علی کو بھیجا..... ۳۴

۳۳۔ انوار اقبال ص ۱۰۳

۳۴۔ روزگار فقیر اول نقش ثانی بار دوم ص ۱۳۰

چونکہ سید امجد علی کے نام خط سامنے نہیں آیا اور دوسرے شواہد بھی میسر نہیں۔ اس لئے کوئی مفصل جواب تو نہیں دیا جا سکتا اور یوں اس کی ضرورت بھی نہیں کیونکہ تصویروں کی موجودگی خود ایک تسلی بخش اور مسکت جواب ہے۔ دوسرے سوال پر غور کرتے ہوئے ۔علامہ کے پاس محدود وقت کے پیش نظر یہ قیاس کرنا بے جا نہ ہوگا کہ علامہ کا سارا دن تاریخی آثار دیکھنے میں صرف ہو جاتا ہوگا۔ چونکہ علامہ مرحوم نماز ادا کیا کرتے تھے اس لئے پیش بندی کے طور پر مصلیٰ منفرد ساتھ رکھتے ہوں گے اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ علامہ ایک ممتاز شخصیت تھے جو ہسپانیہ کے بعض ارباب بست و کشاد کی دعوت پر وہاں گئے تھے۔ مختلف مقامات پر علامہ کے خطوط اور بیانات کے حوالے سے بتایا جا چکا ہے کہ پروفیسر آسین سے ان کے مراسم تھے اور دراصل پروفیسر موصوف نے ہی علامہ کو مدعو کیا تھا۔ دوسرے آسین کا شاگرد قرطبہ کی قدیم یونیورسٹی کا پرنسپل تھا۔ ان دونوں کے اثر و رسوخ اور علمی و سماجی رتبے کی اہمیت جتانے کی ضرورت نہیں۔ اس سے قطع نظر کہ صدر جمہوریہ سے ان کی ملاقات ہوئی یا نہیں۔ ہسپانیہ کے وزیر تعلیم سے وہ ملاقات کر چکے تھے ۔ اس لئے ایک سرکاری مہمان کی حیثیت سے ان کی خواہشات کا احترام لازمی کیا گیا ہوگا۔ عجب نہیں کہ اس ممتاز مہمان کے پاس خاطر کے لئے مسجد قرطبہ کی زیارت اور وہاں ادائے نماز کے لئے خصوصی انتظامات کئے گئے ہوں ۔

****